رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵
THE ALFAZL QADIAN
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

369

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشآء۔ واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود علیہ السلام)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو۔

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح صہ
نظم (میرا چاند) صہ
افسوسناک نقصان صہ
نئے خلیفۃ المسلمین سے مسلمانانِ ہند کی بیزاری صہ
واقعات مالابار اور آریہ صاحبان صہ
مولوی محمد علی صاحب کا جواب الجواب صہ
لاہور میں آریوں سے کامیاب مباحثہ صہ
مکتوبات امام صہ
جلسہ سالانہ پر باہمی میل جول
مزار پر انوار حضرت احمد مختار
تریاق القلوب کب چھپی
قرآن کریم کب لکھا گیا صہ
اشتہارات صہ
رپورٹ نگران بیت المال جلسہ پر آنیوالوں کیلئے ہدایات مستورات کے متعلق اعلان تبلیغی پوزیشن
اخلاق حسنہ کے امتحان کا وقت صہ ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible]

[illegible]

ایڈیٹر:- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ محمد خان

جلد ۱۰	مطابق ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ	سہ شنبہ	مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء	نمبر ۴۸

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت ایک دن زیادہ ناساز رہی۔ سردرد کا سخت دورہ ہوا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔ معاصر الحکم کا ایک پرچہ اپنی خاص خصوصیات کو لیے ہوئے حال میں شائع ہوا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے بعد انشاء اللہ باقاعدہ شائع ہوا کرے گا۔ احباب کو سلسلہ کے اس قدیمی خادم کی ہر طرح حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

ان دنوں جو بے موقع بارش ہوئی ہے۔ اس سے سردی بڑھ گئی ہے۔ جلسہ پر تشریف لانے والے احباب کافی بستر ساتھ لائیں۔

نظم
"میرا چاند"

میں ابتداء ماہ نومبر میں گو لیکی تھا۔ عشاء کے وقت بالائے مکان گیا۔ تو یکدم میری نظر چودھویں کے چاند پر پڑی۔ اور ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اسی وقت یہ چند اشعار موزوں ہوگئے۔ (راقم)

اے چاند! چاند میرا بھی اک قادیاں میں ہے
دارالامان خطۂ جنت نشاں میں ہے

اس چودھویں صدی میں ہوا ہے ضیا فگن
پرتو اسی کے نور کا سارے جہاں میں ہے

لگتے ہی پار ہوتا ہے سینے سے کفر کے
وہ ایسا تیر ہے کہ خدا کی کماں میں ہے

کلمہ پڑھا دیا ہے بتانِ فرنگ کو
تاثیر اس قدر دم معجز بیاں میں ہے

سو سو پہ بھاری ہے وہ ولایات غیر میں
اک اک مرید اس کا جو ہندوستاں میں ہے

اس چاند پر نثار ہوں تجھ سے ہزار چاند
اور تا ابد یہ ہم پہ رہے نور بار چاند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسوسناک نقصان

۳۰ر نومبر کو منشی برکت علی صاحب ہیڈ کلرک دفتر محاسب پانچ چیکوں کا روپیہ لینے کے لئے لاہور گئے ۔ روپیہ وصول کر کے منشی صاحب چھپوائی کا کام کرانے کے لئے ۵ر دسمبر تک لاہور ہی ٹھہرے رہے ۔ اور ۶ کی صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے اور اسی دن جب قادیان آتے ہوئے نہر کے پاس پہنچے اور نوٹوں والی جیب کو دیکھا ۔ تو معلوم ہوا خالی ہے ۔ یہاں پہنچکر انہوں نے جب روپیہ کے گم ہو جانے کی اطلاع دی ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور یہ بات پیش ہوئی ۔ تو آپ نے فوراً ایک کمیشن تحقیقات کے لئے حسب ذیل احباب کرام کا مقرر فرمایا ۔

(۱) چودہری فتح اللہ خاں صاحب (۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (۳) شیخ عبد الرحمن صاحب مصری اور محاسب صاحب اور منشی برکت علی صاحب کو تحقیقات کے نتیجہ تک معطل کر دیا گیا ۔ کمیشن نے منشی برکت علی صاحب ۔ محاسب صاحب اور دفتر محاسب کے دوسرے کارکنوں کے بیانات قلمبند کرنے اور دیگر حالات پر غور و فکر کرنے کے بعد معاملہ کے متعلق اپنی حسب ذیل رائے پیش کی کہ

کل ضائع شدہ روپیہ کا نصف یعنی ۲۹۵۰ روپیہ مرزا محمد اشرف صاحب اور منشی برکت علی صاحب سے وصول کیا جائے ۔ اور ان کی ذمہ داری کی نسبت ⅓ و ⅔ کی سمجھی جائے ۔ یعنی اس رقم کا ⅓ محاسب صاحب سے اور ⅔ منشی برکت علی صاحب سے وصول کیا جائے ۔ طریق وصول یہ ہو ۔ کہ منشی برکت علی صاحب کا مکان واقعہ قادیان اور پراویڈنٹ فنڈ ضبط کر لئے جاویں ۔ اور ان دونوں کی مالیت سے جو زائد روپیہ ان کے ذمہ ہے ۔ وہ دس روپے ماہوار ان کی تنخواہ سے وضع ہوتا رہے ۔ جبتک کہ یہ رقم پوری ہو جائے ۔ مرزا محمد اشرف صاحب سے ان کے حصہ کی رقم نقد وصول کی جائے ۔ اس کے علاوہ محاسب صاحب کی تنخواہ میں پانچ روپے ماہوار کا تنزل کر دیا جائے ۔ اور منشی برکت علی کی تنخواہ میں دو روپے ماہوار کا تنزل کیا جائے ۔

اور جتنا عرصہ یہ ہردو معطل رہیں ۔ اتنے عرصہ کی تنخواہ نہ دیجائے مرزا محمد اشرف صاحب کو واپس ان کے عہدہ پر لگا لیا جائے ۔ اور منشی برکت علی کو محاسب کے دفتر سے کسی اور دفتر میں بدل دیا جائے ۔ اور یہ تمام باتیں ہردو کی سروس بکوں میں درج کی جاویں ۔

یہ رپورٹ جب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش ہوئی ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ چونکہ یہ روپیہ چندہ خاص کا تھا اور اس روپیہ میں صدر انجمن احمدیہ اور نظارت دونوں شریک ہیں ۔ اس لئے دونوں جماعتوں کی آرا اس فیصلہ کے متعلق میرے پاس پہلے آنی ضروری ہیں ۔ فلہذا اس فیصلہ کو فوری اجلاس میں آج ہی پیش کر کے رائیں بھجوائی جائیں ۔

اس ارشاد کے مطابق کمیشن کا فیصلہ صدر انجمن کے اجلاس میں پیش ہوا ۔ جہاں کثرت رائے سے کمیشن کے فیصلہ سے اتفاق ظاہر کیا گیا ۔ چونکہ صدر انجمن کے اجلاس میں نظارت کے کارکن بھی شامل تھے ۔ اس لئے مجلس نظارت میں فیصلہ کو نہ بھیجا گیا ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کمیشن کی رپورٹ پر یہ ارشاد صادر فرمایا کہ

ذمہ واری اس نقصان کی ادائگی کی دونوں پر رکھی جائے اور مطابق فیصلہ سب کمیٹی اس کی نسبت ۱ ۔ ۲ کی ہو ۔ یعنی افسر بیت المال پر ایک حصہ ذمہ واری اور چوہدری برکت علی پر دو حصہ ۔

نقصان کی وصولی کے متعلق سب کمیٹی کے فیصلہ سے میں اتفاق نہیں کرتا ۔ نقصان پورا ہی وصول کرنا چاہئیے گو اگر وہ مدد کے مستحق ہیں ۔ تو اور طرح مدد کر دی جائے بغیر اس طریق کے اختیار کرنے کے عہدہ دار کارکنوں کو توجہ نہ ہو سکے گی ۔ پس میں فیصلہ کرتا ہوں ۔ کہ پوری رقم نقصان شدہ اور ۲ کی نسبت سے مرزا محمد اشرف صاحب اور چوہدری برکت علی صاحب سے وصول کی جائے ۔

سروس بکوں میں نوٹ کے متعلق حضور نے فرمایا ۔ کہ مرزا محمد اشرف صاحب کی سروس بک میں نوٹ نہ کیا جائے ۔ نیز ان کی تنخواہ میں پانچ روپے کی کمی کی بجائے ۲ روپے قرار دی ۔

روپیہ کی وصولی کے متعلق حضور نے ایک علیحدہ تجویز فرمائی ۔ جو یہ ہے ۔

مرزا محمد اشرف صاحب کی پرانی خدمات اور ان کے والد مرحوم کے گہرے تعلقات سلسلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور چوہدری برکت علی صاحب کی پرانی خدمات اور غربت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں تجویز کرتا ہوں ۔ کہ ان دونوں سے اپنے حصۂ نقصان میں سے صرف پانچسو اور ایک ہزار روپیہ بالترتیب وصول کیا جائے ۔ بقیہ تینتالیس سو روپیہ ان کی امداد کے لئے میں انشاء اللہ بعض دوستوں سے جمع کرا دونگا ۔ جو ان کی طرف سے داخل خزانہ کیا جائیگا ۔ پانچسو روپیہ انشاء اللہ میں اس مد میں دونگا ۔ اور میں نے اپنے باقی رشتہ داروں کے نام سترہ سو روپیہ ادا لگا دیا ہے ۔ یہ بائیس سو روپیہ ہو جائیگا ۔ بقیہ رقم بھی انشاء اللہ میں چھ یا سات دوستوں کے ذمہ لگا دونگا ۔ اور بیت المال کا نقصان پورا کر دونگا ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ قرآن کریم کے حکم صاحب عزم کی مدد کو پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے ۔ سو الحمد للہ کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

میں امید کرتا ہوں ۔ کہ انشاء اللہ چھ ماہ کے اندر یہ رقم بیت المال میں داخل ہو جائیگی ۔

اس طرح اس رقم خطیر کے نقصان کو پورا کرنے کی سبیل نکالی گئی ۔

اسباق القرآن

مدت سے بوجہ کثرت کار سلسلہ اسباق القرآن کا بند تھا لیکن اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایماء کے تحت یہ کام سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے زیر نگرانی شروع ہو گیا ہے ۔ سابقہ اسباق القرآن کے آگے یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے ۔ جس قدر خریدار ہیں ۔ وہ جلد تر اپنے نام بھیجدیں ۔ تاکہ جلسہ پر ان کو جدید شائع شدہ اسباق روانہ کر دئے جاویں ۔

پہلے پارہ کے اسباق تیار ہو چکے ہیں ۔ احباب جلد تر منگوا لیں ۔ ناظر تعلیم و تربیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء

نئے "خلیفۃ المسلمین" سے مسلمانانِ ہند کی بیزاری

(۱)

ارکان مرکزی خلافت کمیٹی نے نئے "خلیفۃ المسلمین" کی خدمت والا میں صمیم قلب سے ہدایائے تہنیت و تبریک پیش کر دیئے۔ آپ کی شخصیت کو "عظیم الشان" قرار دے کر اس پر اپنے "اعتماد کامل" کا یقین ظاہر کیا۔ اور آپ کے درخشاں عہد حکومت میں مقدس و متبرک اسلام کے مستقبل کے تاباں و شاندار ہونے کی امید باندھ لی۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان کا نام خطبات میں پڑھنے کی تلقین کر دی۔ تخت خلافت پر متمکن ہونے کی تقریب کو مسرت و شادمانی کے ساتھ منانے اور غائبانہ بیعت کرنے کی تجویز پاس کر دی۔ جس کے مطابق ۸ دسمبر کو بعض مقامات میں جلسے منعقد کر کے اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بجا لائی گئی۔ خطبہ جمعہ میں نئے "خلیفۃ المسلمین" کا نام پڑھا گیا۔ مبارکباد کے ریزولیوشن پاس کئے گئے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا دوسرا پہلو بھی نمایاں ہو رہا ہے یعنی نئے خلیفہ کی خلافت کو تسلیم نہ کرنے کے بھی اعلان ہو رہے ہیں۔ اور بڑے زور کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ ایسا خلیفہ جس کو سیاسی اقتدار حاصل نہ ہو۔ ہرگز اس قابل نہیں ہے۔ کہ مسلمان اسے اپنا خلیفہ مانیں۔

ذیل میں ہم چند ایک ایسی تحریریں درج کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کمالیوں کے بنائے ہوئے نئے "خلیفۃ المسلمین" کے متعلق مسلمانوں کے کیسے خیالات ہیں۔

معاصر روزانہ پیسہ اخبار ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء میں رقمطراز ہے۔

"خلیفہ کو دنیاوی اختیارات سے محروم کرنا ایک طرح پر خود مسئلہ خلافت کی بنیادیں کھوکھلی کرنا ہو گا۔ دوسرے الفاظ میں اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ خلافت کو مٹا دیا جائے۔ اور ایسی حالت میں ہندوستان یا دیگر اسلامی ممالک کے مسلمانوں کو جد و جہد خلافت یا غازی کمال پاشا کی سرگرمیوں کے ساتھ دلی ہمدردی نہیں رہ سکتی۔ بلکہ برعکس اس کے غازی ممدوح اور ان کے کمالی ترک عالم اسلام کی ہمدردی کھو بیٹھیں گے۔ سلطان ٹرکی کے دنیاوی اختیارات سے محروم ہونے سے سلطنت ٹرکی اور دیگر اسلامی سلطنتوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہیگا۔ گذشتہ سال جو وفد مسٹر حسن امام کی سرکردگی میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے وزیر اعظم برطانیہ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ اس کے مطالبہ کے جواب میں مسٹر لائڈ جارج نے کہا تھا۔ کہ سلطنت برطانیہ کسی بھی دینی اور روحانی امور میں دخل نہیں دیتی اگر سلطان روحانی خلیفہ ہیں۔ تو خوشی سے ہوں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ حیرت ہے کہ جو بات دشمن اسلام لائڈ جارج نے ظاہر کی تھی۔ اب وہی بات غازی مصطفے کمال پاشا کی طرف سے ظہور میں آتی بتائی جاتی ہے۔

اب ہندوستان کے مسلمانوں اور خلافت کمیٹی کے ارکین کو لازم ہے۔ کہ غازی مصطفے کمال پاشا پر زور دیں۔ کہ وہ خلافت کے جس کی تمام دنیا کے مسلمانوں کی نگاہ میں بڑی ہی وقعت ہے۔ اور جو صحیح معنے میں اسلام کا ایک زبردست نشان ہے۔ دنیاوی اقتدار میں کوئی کمی نہ کریں۔ سلطان ٹرکی کو دونوں ہی قسم کے اختیارات حاصل ہیں"۔

یہ تحریر اس وقت کی ہے۔ جبکہ ابھی "خلیفۃ المسلمین" کو دنیوی اقتدار سے محروم کرنے کی تجویزیں ہی ہو رہی تھیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے کیسے زور کے ساتھ "پیسہ اخبار" نے تنبیہ کی ہے۔ کہ خلیفہ سے سیاسی اقتدار علیحدہ نہ کیا جائے۔ ورنہ وہ خلیفہ نہیں مانا جا سکتا۔

ابھی ایام میں مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہلحدیث (۱۷ نومبر) میں لکھا۔

"رفعت پاشا وائسرائے تھریس نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ ترکی خلیفہ سے دنیوی حکومت الگ کر کے صرف روحانی حکومت ان کے ہاتھ رکھی جائیگی۔ اس پر ہندوستانی مسلم پریس نے بقاعدہ شریعت محمدی آواز اٹھائی۔ کہ یہ خلافت کیا ہوئی۔ مسجد کی امامت ہوئی۔ ایسا ہونا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ خلیفہ کے لئے سیاست ضروری ہے۔ بلکہ عین سیاست ہی عین خلافت ہے"۔

ان الفاظ میں خلیفہ سے سیاست کی علیحدگی کو شریعت کے بالکل خلاف قرار دیا گیا۔ اور سیاست کو ہی "عین خلافت" کہا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ سیاست کو خلافت سے علیحدہ کرنا شریعت اسلام کے خلاف کرنا ہے۔

اسی طرح رہتک میں جمعیۃ العلماء ہند کے جلسہ میں مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء نے جو خطبہ صدارت پڑھا۔ اس میں کہا۔

"غازی مصطفے کمال پاشا اور ان کی مجلس ملیہ کے متعلق ہرگز یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ کوئی امر بھی ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔ جو روایات اسلامی کے خلاف ہو۔ ان کے جذبہ اسلامی سے ہم کو کامل امید ہے۔ کہ وہ اسلام کے کسی امر صریح کی ہرگز مخالفت نہ کریں گے۔ لیکن بایں ہمہ ان سے اگر کسی ایسے امر کا وقوع ظہور پذیر ہو جس سے خلافت عظمٰی کی مرکزیت یا خلیفۃ المسلمین کی سیادت کو نقصان پہنچتا ہو۔ تو وہ ضرور قابل اعتراض ہوگا۔ اسلام کسی بڑے سے بڑے آدمی کی غلطی کا اظہار کرتے ہوئے نہیں رکتا۔ اگر انہوں نے خلیفۃ المسلمین کے اقتدار کے متعلق کوئی بات ایسی کی جو اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح نہ ہوئی۔ تو ہندوستان کے مسلمانوں کو یقیناً یہ حق ہوگا۔ کہ وہ مجلس ملیہ انگورہ کو اس کی غلطی پر متنبہ کریں"۔

(زمیندار ۲۶ نومبر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان الفاظ میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسے ہندوستان کے سارے علماء کی آواز سمجھنا چاہیے۔ جس میں خلیفہ ٹرکی سے سیادت ملکی کی علیحدگی کو اسلام کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ اور امید کی گئی ہے۔ کہ کمالی ایسا نہیں کرینگے۔ ورنہ مسلمانان ہند کو حق ہوگا۔ کہ اس غلطی پر انہیں متنبہ کریں۔

لیکن سیاسی کی بعد کی خبروں سے معلوم ہو چکا ہے کہ کمالی اس تجویز کو عمل میں لے آئے ہیں۔ اور حال کی خبریں یہ بھی ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ نہایت خود سرانہ طریق سے ایسا کیا گیا ہے۔ انگورہ کے محکمہ شرعی نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسے قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا تمام مذہبی جماعتوں نے اس کی پرزور مخالفت کی۔ اسمبلی کی کثرت رائے اس کے خلاف تھی۔ چنانچہ ۳۵۰ ممبروں میں سے صرف ۸۰ نے تائید کی۔ لیکن باوجود اس کے کمال پاشا نے وہی کیا۔ جو وہ چاہتا تھا۔ یعنی ایک خلیفہ بنا لیا ہے۔ جسے کوئی سیاسی اقتدار حاصل نہ ہوگا۔ اور جو "خلیفۃ المسلمین" بننے والے نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اور اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"ہم سیاسیات میں حصہ نہ لینگے"

یہ برقی خبر تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اس امر کا اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ نئے "خلیفۃ المسلمین" کو سیادت سے بالکل محروم کر دیا گیا ہے۔ اور جو خطرہ "پیسہ اخبار" نے خلافت کے متعلق ظاہر کیا تھا۔ جلد ہی وہ پیدا ہو گیا ہے۔ وہاں ناظم صاحب جمعیۃ العلماء کے فتوے کے مطابق مسلمانان ہند کو حق حاصل ہو گیا ہے۔ کہ وہ مجلس ملیہ انگورہ کو اس کی غلطی پر متنبہ کریں۔

اگرچہ اس وقت تک نہ تو "جمعیۃ العلماء" نے اس بارے میں کوئی باقاعدہ کارروائی کی ہے۔ اور نہ مسلمانوں کی کسی اور انجمن نے بلکہ مرکزی خلافت کمیٹی اپنی قراردادوں کے ذریعہ سیادت سے محروم خلیفہ کو تسلیم کر لینے پر زور دے رہی ہے۔ لیکن ایسی آوازیں بھی اٹھ رہی ہیں۔ اور بڑے زور سے اٹھ رہی ہیں۔ جن میں موجودہ خلیفہ کو ماننے سے قطعاً انکار کیا جا رہا ہے۔

اس کے متعلق ہم آئندہ انشاء اللہ روشنی ڈالینگے ہاں اتنا بتا دیتے ہیں۔ کہ نئے "خلیفۃ المسلمین" کو تسلیم نہ کرنے والے بالکل حق بجانب اور اپنے اصل پر قائم ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو کمال پاشا کے بنائے ہوئے صرف نام کے خلیفہ کو "خلیفۃ المسلمین" مان رہے ہیں۔ وہ اپنے اس فعل سے اپنے پہلے طرز عمل اور دعاوی کو جھٹلا رہے ہیں۔

واقعات مالابار اور آریہ صاحبان

مالابار کے فسادات کی آڑ میں پنجاب کے آریہ سماجیوں نے جس جس طریق سے ہندو مسلمانوں میں عداوت اور دشمنی کی دیوار کھڑی کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہندوؤں کے قتل و غارت کی عجیب و غریب داستانیں گھڑی گئیں۔ لیکن حال میں مالابار کے ایک معزز ہندو مسٹر گوپال مینن نے لاہور میں جو تقریر کی ہے۔ اس سے آریوں کی تمام داستانوں کی قلعی کھل گئی ہے۔ مسٹر مذکور نے کہا۔

"میں سنا کرتا تھا۔ کہ پنجاب میں فسادات ملیبار نے بہت اندوہگیں اور خطرناک اثر ڈالا۔ اب یہاں آکر مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ ہندوستان کے کسی صوبہ یہاں تک کہ ملیبار کے قرب و جوار اور خاص ملیبار میں بھی ان واقعات کا اتنا رنجیدہ اثر نہیں ہوا ہے۔ جس قدر صوبہ پنجاب میں ہوا ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ ان مبالغہ آمیز قصوں اور کہانیوں کا نتیجہ ہے۔ جو زیب داستان کے لئے گھڑ گھڑ کر سنائی گئیں"

(زمیندار ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

ہندوؤں کے اپنے گھر کی اس شہادت سے ثابت ہو گیا۔ کہ آریہ صاحبان ہندوؤں اور مسلمانوں میں عداوت پیدا کرنا اپنا خاص مقصد و مدعا سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لئے خود ساختہ واقعات اور فرضی داستانیں گھڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

مولوی محمد علی صاحب کا جواب الجواب

مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جو مضمون ۳۰ نومبر کے "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ اس کا جواب شائع کرنے کا اعلان کئی دن ہوئے پیغام نے پہلے ہی کر دیا تھا۔ لیکن ۱۰ دسمبر کے پیغام سے معلوم ہوا کہ اس بیس دن کے عرصہ میں مولوی محمد علی صاحب اپنے جواب الجواب کی صرف تمہید ہی لکھ سکے ہیں۔ جو پیغام نے شائع کر دی ہے۔ اور اصل مضمون پھر کبھی ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہوگا۔

مصدقہ عدالت بیان منگوانے کی وجہ سے چند دن کے توقف پر اس قدر اچھلنے کودنے والے "پیغام" کے لئے کیا یہ شرم کا مقام نہیں ہے۔ کہ اس کا امیر بغیر کسی وجہ کے بیس دن کے عرصہ میں اصل مضمون کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھ سکا۔

بہر حال جو کچھ پیغام نے شائع کیا ہے۔ اس کا جواب عنقریب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے کسی خادم کا لکھا ہوا شائع کر دیا جائیگا۔

لاہور میں آریوں سے کامیاب مباحثہ

حال میں جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام آریہ سماج لاہور سے جو مباحثات ہوئے۔ وہ بہت کامیاب ہوئے۔ اور خاص کر ۷ دسمبر کو جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے مسئلہ تناسخ پر جو مباحثہ کیا۔ اس کی مخالفین تک نے بہت تعریف کی۔ اہل لاہور کی مسلمان پبلک خوب بڑی کثرت سے جمع ہوئی تھی۔ بے حد دلچسپی سے مباحثہ سنا۔ اور ہر رنگ میں احمدیوں کی کامیابی کا اظہار کیا۔

معاصر پیسہ اخبار ۱۴ دسمبر میں اس مباحثہ کے متعلق حسب ذیل سطور شائع ہوئی ہیں۔

"تین روز سے موچی دروازہ کے باہر باغ کے اندر لاہور احمدیہ جماعت کی طرف سے مذہبی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہے ہر شام کو ۷ بجے سے لیکچر شروع ہوتے ہیں۔ ۷ دسمبر کو رد تناسخ پر لیکچر تھا۔ مولوی ابو القاسم میر الفاروق مقرر تھے۔ آریہ صاحبان کی طرف سے [illegible] صاحب ایڈیٹر پرتاپ جلسہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ مولوی صاحب نے نہایت زبردست دلائل سے ثابت کر دیا کہ مسئلہ تناسخ خلاف عقل اور ماننے کے ناقابل ہے۔ لیکچر کے اختتام پر مہاشہ پریم کو جوابات کیواسطے وقت دیا گیا۔ مگر مہاشہ صاحب اس کا کچھ جواب نہ دے سکے بلکہ ان دلائل کی طرف جو مولوی صاحب نے پیش کی تھیں۔ رخ ہی نہیں کیا۔ اور خارج [illegible] مسائل کو درمیان میں لاکر وقت کو ٹالنے کی کوشش کی۔ مہاشہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں مان لیا۔ کہ مولوی صاحب کی دلائل کا رد ان کی طاقت سے باہر ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتوبات امام علیہ السلام

(مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے افسر ڈاک)

قادیان میں آنا

حضور نے ایک صاحب کو لکھوایا۔

"قادیان آنا دو موقعوں پر بڑا ضروری ہوتا ہے۔ ایک جلسہ کے موقعہ پر۔ وہ خاص برکات کے نزول کا اور وعظ ونصیحت اور دوستوں سے ملنے کا موقع ہوتا ہے۔ اور ایک کسی ایسے موقعہ پر جب لوگوں کا زیادہ ہجوم نہ ہو تا کہ ذاتی تعارف پیدا ہو سکے۔ ہجوم کے دنوں میں اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ہر شخص سے الگ الگ ملاقات کی جائے۔ یا اس کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ پس دونوں ہی موقعوں پر کم از کم ایک ایک دفعہ آنا چاہئیے۔ ایک دفعہ میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ اکثر لوگ ایک دفعہ آ کر پھر آتے ہی رہتے ہیں۔"

گھر میں نماز پڑھنا

ایک دوست نے لکھا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں گھر میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور آتے ہی کہا کہ گھر میں نماز نہ پڑھو۔ اس طرح نماز کی قدر دل سے جاتی رہتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے جواب میں فرمایا۔ "یہ خواب بہت صحیح ہے۔ اس کے متعلق میں نے بار بار جلسہ پر اور متعدد موقعوں پر توجہ دلائی ہے۔"

ڈراما

ایک دوست نے دریافت کیا کہ خالص اخلاقی ڈراموں کو علمی طور پر دکھانا جائز ہے یا ممنوع۔ اور کیا اس سے امکان ہے کہ لوگوں پر اخلاقی طور پر اچھا اثر پڑ سکے۔

حضور نے جواب میں فرمایا۔ "ڈراما تو ایک نقل ہے اور نقل کبھی اخلاق پر اچھا اثر نہیں ڈال سکتی۔ دوسرے کی نقل سے حقیقت مٹتی ہے۔ نہ کہ قائم ہوتی ہے۔ کوئی ڈراما کرنے والا آج تک اخلاق کے اعلیٰ مقام پر ثابت نہیں ہوا۔"

غیر احمدی والدین سے سلوک

ایک دوست نے لکھا میں احمدی ہوں۔ اور میرے والدین کا میرے ساتھ مذہبی تخالف ہے۔ حضور ان سے سلوک کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

جواب میں لکھوایا۔ دنیاوی طور پر ہر طرح سے سلوک کریں۔ اور دین کے معاملہ میں ان کو سمجھاویں۔ اور اپنی نیکی اور محبت اور والدین کی خدمت کا ایسا نمونہ دکھا دیں کہ ان کو ماننا پڑے کہ آپ نے احمدی ہو کر کچھ حاصل کیا ہے۔

خاتم النبیین کے معنی

ایک دوست نے لکھا کہ ان کو ایک شخص نے کہا ہے کہ اگر وہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر دکھا دیں تو ان کو ۸۰ روپے انعام دیا جاویگا۔

حضور نے جواب میں فرمایا۔ ان کو لکھیں کہ ایسے کہہ دیں کہ خاتم النبیین تو دو لفظ ہیں۔ اگر لغت کی کتاب دو لفظ کا ترجمہ لکھیگی تو وہ عقیدہ ہوگا۔ پس شرط وہ یہ کریں کہ خاتم کے معنے جو ایک لفظ ہے۔ مہر کے اگر دکھا دیں تو وہ روپے دینگے۔ خاتم النبیین لکھ کر تو ایک جملہ بن جاویگا۔ اور اس کے ساتھ عقیدہ کا تعلق ہو جاویگا۔ لغت کی کتاب لکھنے والا اپنا عقیدہ لکھ دیگا۔ اصل معنے تو ایک ایک لفظ کے معنوں سے نکلینگے۔ پس اگر وہ تیار ہوں۔ تو اس شرط کو لکھ دیں۔

حضرت مرزا صاحب کا درجہ

ایک صاحب نے لکھا۔ کیا مرزا صاحب مجددیت کی لائن میں ہیں یا باہر۔ اگر باہر ہیں تو کس نام سے انہیں خطاب کیا جاویگا۔

فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب مجددوں میں اسیطرح شامل ہیں۔ جسطرح سب نبی شامل ہوتے ہیں۔ کوئی نبی نہیں جو مجدد نہ ہو۔ ہاں حضرت مرزا صاحب اس سے زیادہ بھی کچھ ہیں۔ اور وہ یہ کہ آپ کو امتی نبوت کا درجہ حاصل ہے۔ یعنی آپ نبی ہیں۔ باتباع اور فرمانبرداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

وعدہ ایفائی

ایک صاحب نے لکھا۔ میرا ایک بھانجہ جو غیر احمدی ہے۔ اور احمدیت کا سخت دشمن ہے۔ مجھے بہت دکھ دیتا ہے۔ میں نے غیر احمدی ہونے کی حالت میں اس سے وعدہ کیا تھا۔ کہ اس کو ایک مربعہ زمین دونگا۔ اب اس کے متعلق کیا کیا جاوے۔

حضور نے جواب میں فرمایا۔ وعدہ کا توڑنا جو خدا اور رسول یا حکومت کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ سخت جرم ہے۔ خواہ جس سے وعدہ کیا جائے وہ ابوجہل کی طرح بھی ہو۔ تب بھی اپنا وعدہ پورا کریں۔ اور اس کو مربعہ دیدیں۔

نام کے ساتھ احمدی لکھنا

ایک دوست نے لکھا میں اپنے نام کے ساتھ احمدی لکھتا ہوں۔ بعض لوگ عداوت سے افسروں کو میرے خلاف برانگیختہ کر دیتے ہیں۔ کیا میں لکھنا چھوڑ دوں۔

حضور نے جواب میں فرمایا۔ اگر کوئی شروع سے نہ لکھے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن ڈر کر چھوڑنا ٹھیک نہیں۔

تجدید بیعت

ایک دوست نے لکھا میں عرصہ ۸ سال سے احمدی تھا۔ مگر قریباً تین سال سے میری عملی حالت بہت گر رہی تھی۔ اب میری غفلت دور ہو گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ توجہ دلائی ہے۔ کیا میں دوبارہ بیعت کر دوں۔

حضور نے جواب میں فرمایا۔ دعا کر دونگا۔ بیعت جب نفس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ سالانہ پر باہمی میل جول

منتظمین جلسہ کی طرف سے باہر سے آنے والی جماعتوں کو ضلع وار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس سے مقصود محض سہولت انتظام ہے۔ تاکہ ایک ضلع یا ایک شہر کے احباب ایک جگہ رہ کر ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھ سکیں اور طرز معاشرت زبان عادات ملتی جلتی ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ پس اس تقسیم ضروری کا اثر جلسہ سالانہ کی اہم غرض باہمی میل جول و تعارف پر قطعاً نہیں پڑنے دینا چاہیئے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ احباب کو دوسرے علاقے کے احباب سے ملاقات و تعارف کا ضرور وقت نکالنا چاہیئے۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔ اگر احباب اس کا التزام و اہتمام و انصرام فرمائیں۔ تو ان کی کئی ایک مشکلات حل ہو جائیں۔ مثلاً رشتوں کا معاملہ ہی ہے۔ کئی خاندان ایسے ہیں۔ کہ ان کی بیٹیاں نکاح کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور انہیں بر کی تلاش ہے۔ اور کئی گھر ایسے ہیں کہ ان کے بیٹے جوان ہیں۔ صالح ہیں۔ برسر روزگار ہیں۔ اور کسی احمدی خاندان کا علم نہ ہونے کی وجہ سے غیر احمدی لڑکیوں سے رشتہ ناطہ کرنے پر تیار ہیں۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشا یہ ہے کہ احمدیوں کے آپس ہی میں رشتے ناطے ہوں۔ پس دوست اگر ایک دوسرے سے ملیں جلیں تو ملاقات کے ذریعے ایسے بہت سے کام خودبخود ہو جائیں گے۔ اسکے علاوہ اور کئی فوائد ہیں۔ مثلاً ایک احمدی گاؤں میں اکیلا ہے۔ دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ اگر وہ دو چار اور ایسے بھائیوں کی زبانی ان کے حالات سنیگا۔ تو نہ صرف اسکے دل کو ڈھارس ہوگی۔ بلکہ اسے علم حاصل ہوگا کہ ویسے ہی حالات میں حق کامیاب ہو رہا ہے۔ پھر نصرت و تائید الٰہی کے کئی ایسے نشانات سننے میں آئینگے۔ جن سے ایمان تازہ ہوگا۔ کئی بھائی روزگار کی تلاش میں ہوتے ہیں وہ اس بات کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ کہ کسی دوسری جگہ کاشت کریں یا اپنا تجارتی کاروبار چلائیں۔ یا کوئی ٹھیکہ لیں۔ یا کوئی صنعت سیکھیں۔ یا اپنی کسی صنعت کو ترقی دیں۔ ان سب باتوں کے لئے بہت سے معلومات حاصل ہو سکتے ہیں مگر سوائے چند ایک

مثالوں کے برادران جماعت کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے ہی گاؤں یا شہر کے یا زیادہ سے زیادہ تحصیل و ضلع کے آدمیوں کے ساتھ پھرتے پھراتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے۔ کہ بالالتزام دوسرے علاقے کے بھائیوں سے ملیں۔ بلکہ پنجاب و یو۔پی۔ بنگال۔ کشمیر کے دوستوں کی ملاقاتیں بھی ہونی چاہئیں۔ اردو زبان بالعموم سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ ہماری زبان نہیں سمجھتے۔ مضمون تو بہت لمبا تھا۔ مگر اخبار میں گنجائش نہیں۔ اس لئے اس مختصر پر کفایت کی گئی۔ امید ہے جلسہ پر آنے والے احباب میری گذارش پر توجہ خاص مبذول فرمائینگے۔

اکمل خادم صیغہ تربیت قادیان

مزار پر انوار حضرت احمد مختار

جلسہ پر آنے والے بعض دوست یکوں کے اڈے ہی سے باہر دارالعلوم میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے۔ بے شک ایسا ہی ہونا چاہیئے لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن واپس جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پر انوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہیئے۔ کیا میرے احباب کو یہ معلوم نہیں کہ لوگ مکہ معظمہ میں جاتے ہیں۔ تو روضہ رسول پر حاضر ہونے کے لئے کئی منزلوں کے سفر کی صعوبت بطیب خاطر اٹھاتے ہیں۔ بلکہ اگر بہ غور دیکھا جائے۔ تو اصلی صعوبت سفر ہی ہے جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان ہے یہ سب کچھ کیوں محض اس لئے کہ اپنے ہادی و رہنما کے مرقد مطہر کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور گنبد خضرا میں سونے والے کو اپنی زبان سے سلام پہونچا آئیں۔ تو پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے۔ اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو۔ جس کے لئے الوصیت میں مرقوم ہے کہ یہاں ان لوگوں کی آرامگاہ ہے۔ جو اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ پھر اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے۔ جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے۔ جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا۔ اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا۔ یدفن معی فی قبری اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضرا کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے۔ اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم ہے چونکہ مجھے ذاتی طور سے معلوم ہے کہ بعض دوست اس کا خیال نہیں کرتے اس لئے میں نے لکھ دیا۔

اکمل خادم صیغہ تربیت قادیان

تریاق القلوب کب چھپی؟

مولوی محمد علی صاحب کی اپنی شہادت

احباب جماعت سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔ کہ منکران خلافت نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا۔ کہ کتاب تریاق القلوب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اور اسی بنا پر مولوی صاحب نے ایک مہتم بالشان صداقت کا خون کرنا چاہا۔ یعنی نبوت مسیح موعود سے ہی انکار نہ کیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت و رحمت کو مسدود قرار دیا جس پر متعدد حوالے خود حضرت اقدس کی قلم مبارک سے مولوی صاحب کے پیش کئے گئے۔ کہ مولوی صاحب کا خیال محض باطل ہے لیکن مولوی صاحب نے پھر بھی کھلے الفاظ اقرار کرنا اپنی کسرشان سمجھا۔ اب ہم بغرض اتمام حجت مولوی صاحب کو انکا اپنا بیان پیش کرتے ہیں شاید وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیں۔ اور سچ ہے صبح کا بھولا اگر شام کو آجائے تو اسکو بھولا نہیں کہتے۔

مولوی صاحب جیسا کہ ذیل کی تحریر سے واضح ہے۔ خود لکھتے ہیں کہ تریاق القلوب کتاب سراج منیر سے تین سال بعد کی ہے۔ لہذا سراج منیر کی تاریخ معلوم ہونے سے تریاق القلوب کی تاریخ خودبخود نکل آئیگی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ سراج منیر ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ غالباً اس کا مولوی صاحب کو بھی انکار نہ ہوگا۔ پس اس کے تین سال بعد یعنی ۱۹۰۰ء میں تریاق القلوب شائع ہوئی نہ ۱۹۰۲ء ملاحظہ ہو۔ مولوی صاحب اپنے رسالہ المصلح الموعود کے صفحہ ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "سراج منیر کے کئی سال بعد تریاق القلوب لکھی گئی" (یہاں سال کی تعیین نہیں کی) اور اسکے صفحہ ۱۶ سطر ۱۴ میں میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے "پس اگر سراج منیر کے وقت ۱۸۹۷ء کامل انکشاف ہو چکا تھا۔ تو تین سال بعد یعنی ۱۹۰۰ء (جبکہ کامل انکشاف کہا گیا کامل انکشاف کے بعد بھی یہ شک باقی تھا کہ شاید دور نبوت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کب لکھا گیا

اخبار "پرکاش" کے رشی نمبر میں ایک آریہ ایڈیٹک کے قلم سے لکھا ہوا مضمون بعنوان "الہامی کتب در تحریف و تنسیخ" چھپا ہے جس میں بائبل کے ساتھ ہی قرآن کو بھی محرف و مبدل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس کا دعوےٰ ہے کہ مجھ پر کبھی کسی فرد بشر کی دست درازی نہ ہو سکے گی۔

قرآن کریم کو محرف ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کی زندگی میں قرآن کا کوئی نسخہ تیار نہ ہوا تھا۔ اگر نسخہ سے مراد آج کل کی کتابوں کی طرح کا پریس میں چھپا ہوا نسخہ مراد ہے۔ تو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا نہ تھا۔ لیکن اگر نسخہ سے مراد یہ ہو کہ وہ سارا کا سارا اس زمانہ کی حالت کے مطابق محفوظ نہ تھا تو غلط ہے۔ کیونکہ اس وقت ہڈیوں۔ پتوں چمڑوں وغیرہ پر بھی لکھا ہوا موجود تھا۔ اور ہمارے پاس اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن کریم نبی کریم کی زندگی میں لکھا گیا۔ اور سارا کا سارا لکھا جا چکا تھا۔ اور جمع بھی لکھا گیا۔ اس سے کچھ بھی ضائع نہ ہوا۔ دلائل موجود ہیں۔ جیسا کہ میں آگے چلکر بیان کرونگا۔

قرآن کے متعلق غیروں کی شہادتیں

مضمون نگار نے توریت و انجیل و قرآن کریم پر کچھ لکھتے ہوئے آگے چلکر وید کے غیر محرف ہونے کے متعلق صرف تین یورپینوں کی رائے پیش کردینا کافی سمجھا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ اگر غیروں کی رائے لکھ دینے سے ایک کتاب کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اس سے زیادہ قرآن شریف کی صداقت ثابت ہے کیونکہ متعصب سے متعصب عیسائی اور دوسرے مخالفین نے قرآن کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی ویدوں کے متعلق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایسے عیسائی مصنف کی تحریر پیش کرتے ہیں جس نے اپنی تمام زندگی اسلام کے خلاف خرچ کی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر اعتراض کرنے کے لئے آپ کی سوانح عمری لکھی۔ یعنی سر ولیم میور۔ وہ قرآن کریم کے بارے میں لکھتا ہے۔

"جہاں تک ہمارے معلومات ہیں۔ دنیا میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں۔ جو اس (قرآن کریم) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔"

دیباچہ لائف آف محمد صفحہ ۲۱ (طبع سوئم)

پھر قرآن کریم کے لکھے جانے کے متعلق یہی شخص لکھتا ہے۔

"اس بات کو ماننے کے لئے بہت زبردست وجوہ موجود ہیں۔ کہ رسول کی زندگی میں متفرق طور پر قرآن کے نسخے لکھے ہوئے صحابہ کے پاس موجود تھے اور ان نسخوں میں سارا قرآن یا قریباً سارا لکھا ہوا موجود تھا۔"

دیباچہ مذکور صفحہ ۲۸

پھر راڈول جس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے وہ زیر آیت انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون۔ حاشیہ میں لکھتا ہے۔

"اس جملہ سے کم از کم اتنا تو پتہ ملتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی سورتوں کے لکھے ہوئے نسخے اس وقت عام طور پر زیر استعمال تھے۔"

ترجمہ قرآن مصنفہ راڈول صفحہ ۵۵

آریہ کا بے جا اعتراض

آریہ مضمون نگار لکھتا ہے۔

"ابوبکر کے حکم سے مختلف جگہ سے آیات اکٹھی کی گئیں۔ سورۃ توبہ کی و لقد جاءکم (یعنی آخری) یہ آیت سوائے ابی خزیمہ انصاری کے کسی کے پاس نہ ملی۔"

حالانکہ یہی بات قرآن شریف کے نبی کریم کے وقت میں ہی لکھے جانے کو واضح طور سے ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ جب حضرت زید کو ایک جگہ قرآن لکھنے اور مختلف پتوں۔ ہڈیوں۔ چمڑوں سے اکٹھا کرنے کا حکم ملا۔ تو انہوں نے اس کے متعلق یہ طریق اختیار کیا اور وہ اتنی تحقیق کرتے تھے۔ کہ باوجود متعدد لوگوں کی زبانی شہادت کے اور اپنے علم کے پھر بھی تلاش کرتے۔ کہ کسی کے پاس نبی کریم کے وقت کا لکھا ہوا ہو تو لکھیں۔ چنانچہ اسی طرح سورۃ توبہ والی آیت کا حضرت زید کو خود بھی علم تھا۔ اور دوسرے صحابہ کو بھی۔ مگر انہوں نے قرآن میں تبھی لکھی۔ جب کہ ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملگئی۔

جیسا کہ فتح الباری میں لکھا ہے۔ کہ فسلم یامر ابوبکر الا بکتابة ما کان مکتوبا ولذالک توقف زید عن کتابة الآیة من آخر سورة براءة حتی وجدھا مکتوبة مع ابی خزیمة مع انہ کان یستحضرھا ھو ومن ذکر معہ کہ ابوبکر نے حکم دیا تھا۔ کہ لکھے ہوئے کو لکھنا اور اسی لئے زید نے توقف کیا۔ اس آیت کو لکھنے سے یہانتک کہ اسکو (یعنی سورۃ توبہ والی آیت کو) لکھا ہوا پالیا۔ حالانکہ وہ خود بھی اور اس کے ساتھ بھی جانتے تھے۔ اور ان کو یاد تھی۔

اور پھر اسی حدیث کے ماتحت لکھا ہے۔ وعند ابن ابی داؤد فی المصاحف من طریق یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب قال قام عمر فقال من کان تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا من القرآن فلیأت بہ وکانوا یکتبون ذالک فی الصحف والالواح والعسب قال وکان لا یقبل من احد شیئا حتی یشہد شاہدان وھذا یدل علی ان زیدا کان لا یکتفی بمجرد وجدانہ مکتوبا حتی یشہد بہ من تلقاہ سماعا مع کون زید کان یحفظہ

اور آگے چلکر فتح الباری والا کہتا ہے۔ کہ وکان المراد بالشاہدین الحفظ والکتاب او المراد انہما یشہدان علی ان ذالک المکتوب کتب بین یدی رسول اللہ صلعم اور حدیث کا یہ لفظ کہ لم اجدھا مع احد غیرہ کہ میں نے وہ آیت سوائے ابی خزیمہ کے اور کسی کے پاس نہ پائی۔ فتح الباری والا اس کی شرح میں لکھتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ پائی تھی اور اس حدیث کے ان معنوں کے سوا اور معنی ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کو قریباً قریباً سات صحابہ نے اپنے سینوں میں جمع کر لیا تھا۔ ...... چنانچہ ایک موقعہ پر جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفاظ قرآن کی ضرورت پڑی۔ تو آنحضرتؐ نے ستر صحابہ کو بھیجدیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظ کی بہت کثرت تھی۔

اب میں ان دلائل کو پیش کرتا ہوں جو

قرآن کا ابتدا میں ہی لکھا جانا

قرآن کریم کے ابتدا میں ہی لکھے جانے پر بیّن ثبوت ہیں۔

اوّل قرآن کریم میں متعدد جگہ کتاب کا لفظ آیا ہے۔ کتاب لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ اس لئے اس لفظ سے بھی قرآن کریم کا لکھا جانا ثابت ہوتا ہے۔

دوم پھر قرآن میں کتاب ہی کا لفظ نہیں بلکہ صحف کا لفظ بھی کئی جگہ آتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ۔ اور صحیفہ لکھے ہوئے کاغذوں۔ کتاب کے اوراق کو کہتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطہرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یہ دونوں آیتیں بھی ثابت کرتی ہیں کہ قرآن لکھا جاتا تھا۔

سوم قرآن شریف میں آیا ہے۔ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھرون۔ کہ یہ قرآن کریم ایک محفوظ کتاب ہے۔ نہیں چھوتے اس کو مگر پاک لوگ۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ قرآن محفوظ ہے۔ دوسری یہ کہ اس کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ یاد رہے۔ چھونے کیلئے کسی مجسم چیز کا ہونا ضروری ہے۔ تب ہی اسکو چھوا جا دیگا۔ محض الفاظ کو تو چھوا نہیں جاتا۔ ہاں اگر الفاظ کو کاغذ پر لکھا جاوے تو پھر وہ ایک جسم بن جاتا ہے جس کو چھو سکتے ہیں۔ اور یہی آیت ہے جس سے بعض اماموں نے یہ نکالا ہے۔ کہ قرآن کو بے وضو ناپاکی کی حالت میں نہ چھونا چاہئے۔

چہارم مکی سورتوں میں قرآن کریم کو مخالفوں کے آگے تحدی پیش کیا گیا ہے جیسے فرمایا کہ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین (ہود ع ۲) یا دوسری جگہ فرمایا۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع ۱۰) ان آیتوں میں بڑے زور سے تحدی کیگئی ہے۔ کہ تم اس قرآن کی سورتوں جیسی دس سورتیں ہی لے آؤ۔ یا سارا قرآن اس جیسا لے آؤ۔ اب غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جب ان کو تحدی کیگئی ہے۔ تو ضروری تھا کہ ان کے آگے سارا قرآن کچھ لکھا ہوا بھی رکھا جاوے۔ تاکہ وہ اسکی نظیر لاسکیں۔ ان کو کیا ضرورت تھی کہ وہ پہلے سارا قرآن یا دس سورتوں کو حفظ کرتے پھر اس کے مقابلہ میں اپنی طرف سے کچھ بناتے۔ پس ان کو یہ مطالبہ جانا ناجائز ہے کہ قرآن اس وقت لکھا ہوا تھا۔ ورنہ اگر لکھا ہوا نہ ہوتا۔ تو ان کو بلایا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ کیونکہ جس چیز کا مقابلہ کرنے کیلئے کسی کو تحدی کی جاوے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ چیز اس کے سامنے پیش بھی کیجاوے۔ ورنہ وہ مقابلہ ہی کیا کر سکتا ہے۔ اگر قرآن کریم کی سورتیں لکھی ہوئی نہ ہوتیں۔ تو ضرور دشمن کی طرف سے مطالبہ ہوتا۔ کہ پہلے وہ سورتیں تو ہمیں دکھلاؤ۔

پنجم پھر اعلیٰ درجہ کی مستند احادیث ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ ابتدا میں ہی قرآن شریف لکھا جاتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کی اسلام لانے سے قبل بھی لکھا جاتا تھا جیسے تاریخ و حدیث سے ثابت ہے۔ کہ حضرت عمر نے ایک دن تلوار لیکر مصمم ارادہ کیا۔ کہ آج آنحضرتؐ کو قتل کردونگا۔ مگر راستے میں کسی نے بتلایا۔ کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اسپر وہ ان کی طرف لوٹے۔ جب دروازے پر دستک دی۔ تو اندر خباب بن الارت صحابی قرآن پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر کی آواز سنکر خباب چھپ گئے۔ اور ان کاغذوں کو بھی جن پر قرآن لکھا ہوا تھا۔ ان کی بہن نے چھپا دیا۔ حضرت عمر اور ان کے بہنوئی میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی۔ اسی کشمکش میں حضرت فاطمہ (ہمشیرہ عمرؓ) کو بھی زخم لگا۔ جسکو دیکھکر حضرت عمر کا غصہ کچھ فرو ہو گیا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ بھائی پہلے سن تو لو۔ جو ہم پڑھتے تھے۔ جب انہوں نے سننا چاہا۔ تو حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ کہ اس کو ناپاک ہاتھوں سے نہیں چھوا جاتا۔ تم غسل کرلو۔ اور اس غسل کرانے میں دو حکمتیں تھیں۔ ایک تو وہ پاک ہو کر ان اوراق کو چھونے و پکڑنے کے لائق ہو جائینگے۔ دوسرا یہ کہ غسل سے غصہ دور ہو کر کچھ سوچ سکینگے۔ چنانچہ جب اس طرح انہوں نے پڑھا تو مسلمان ہو گئے۔ پس یہ حدیث اور تاریخ دونوں زبردست ثبوت ہیں۔ کہ قرآن ابتدا میں ہی لکھا جاتا تھا۔

ششم نبی کریم کا ارشاد مبارک حدیثوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ نھی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو (صحیح مسلم) کہ آپ نے منع کیا۔ قرآن کو دشمن کی زمین میں لے جانے سے۔ پس جائے غور ہے۔ اگر وہ لکھا ہوا نہیں تھا۔ تو لیجانے سے منع کیوں کیا۔ کیونکہ یہ تو خطرہ نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ مسلمانوں کے دل میں بھی دشمن تحریف کر دینگے۔

ہفتم پھر خود مضمون نگار نے حدیث کا جو یہ ٹکڑا لکھا ہے کہ ابو بکر کے وقت زید نے لکھا۔ وہی ثابت کرتا ہے کہ قرآن ابتدا میں بھی لکھا گیا۔ کیونکہ اس میں صاف الفاظ ہیں کہ کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے زید تو نبی کریم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا یعنی تجھ سے ہمیشہ نبی کریم لکھوایا کرتے تھے۔ تم ہی اب بھی اس کام کو کرو۔

ہشتم پھر ایک حدیث میں آیا ہے کہ لا تکتبوا عنی غیر القرآن (صحیح مسلم) کہ جب صحابہ کرام نے کلام رسول کو لکھنا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ سوائے قرآن کریم کے اور کچھ نہ میری طرف سے لکھو۔ اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ میری کلام کہیں قرآن سے مل جاوے۔

نہم پھر تاریخ اور احادیث کی کتب سے آنحضرتؐ کے وحی لکھنے والے صحابہ کی تعداد کا شمار تیرہ سے زیادہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر وحی لکھی نہیں جاتی تھی۔ تو اس قدر تعداد کیسے ہو گئی یہاں میں ان کاتبان وحی کا نام لکھ دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ عبد اللہ بن سعد ابن ابی سرح۔ زبیرؓ۔ خالدؓ۔ ابانؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ حنظلہؓ۔ معیقیب۔ عبد اللہ بن ارقم۔ شرجیل بن حسنہ۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ زید بن ثابت

فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱

دہم بخاری باب کاتب النبی میں حدیث ہے۔ کہ آپ پر ایک آیت لا یستوی القاعدون والی آیت اتری۔ تو آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ زید کو بلاؤ۔ اور کہو کہ وہ قلم دوات اور تختی لاوے۔ چنانچہ وہ آیا۔ اور آپ نے لکھوائی یہ حدیث بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ قرآن آنحضرت کے سامنے ہی لکھا جاتا تھا۔

یازدہم ایک حدیث ہے کہ عثمانؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم پر جب کبھی ایک وقت میں دو تین سورتیں نازل ہوتیں تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے اور خود ہی بتلاتے۔ کہ اس ٹکڑے کو فلاں سورۃ کے ساتھ ملاؤ۔ اور اس ٹکڑے کو فلاں کیساتھ۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ احمد وغیرہ یہ مختلف احادیث اور آیات قرآن دلالت کرتی ہیں۔ کہ قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی لکھا جا چکا تھا۔ ہاں ایک جا جمع نہ ہوا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ (ایڈیٹر الفضل)

ضرورت

ایک احمدی لڑکی کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی خدا کے فضل سے خواندہ باسلیقہ اور امور خانہ داری سے واقف اور نوجوان عمر ۱۵ سال درخواست کنندہ میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے ضروری ہیں تعلیم یافتہ برسر روزگار خواہ ملازمت پیشہ ہو یا تجارت پیشہ مگر با حیثیت ہو۔ اور ماہوار تنخواہ یا آمدنی ایکسو روپیہ سے کم نہ ہو۔ نوجوان مرید از احمدی ہو۔ درخواست میں اس امر کا تذکرہ ضروری ہو کہ کب احمدی ہوا اور کون کون رشتہ دار اس کے احمدی ہیں اور عمر کتنی ہے اور دیگر خاندانی حالات کیا ہیں خط و کتابت بنام ا-ف

بمعرفت مینیجر الفضل قادیان ہونی چاہیئے

چاندی کی متبرک انگوٹھیاں

چاندی کی خوشنما اور منقش انگوٹھی کے چھوٹے سے ہشت پہلو سیاہ یا سبز نگینہ پر سنہری بیل کے درمیان خوشخط سنہری پختہ حروف میں کلمہ طیبہ الیس اللہ بکاف عبدہ یا سلام قولاً من رب رحیم یا حسبی اللہ نعم الوکیل یا سبحان اللہ ایسا خوشنما اور صاف کندہ ہے کہ دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ فی انگوٹھی عمر مع نام خریدار ۱۲ سوا روپیہ قابل ہو الدہ کی انگوٹھی دو روپے معہ نام ۔ اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کر دیں۔

مینیجر کارخانہ متبرک انگوٹھی پانی پت پنجاب

قابل فروخت زمین

ایک قطعہ اراضی تقریباً ۲۰ مرلے جو مدرسہ احمدیہ قادیان کے قریب ہے قابل فروخت ہے۔ زمین اچھے موقعہ پر ہے۔ اور شہر میں سے مسجد مبارک سے بہت قریب ہے۔ کرمرف دو منٹ کا راستہ ہے۔ یہاں پر شہر کی زمینوں کا عام نرخ سو روپیہ مرلہ ہے لیکن یہ زمین ایک خاص ضرورت کے ماتحت فروخت کی جا رہی ہے۔ اس لئے رعایت سے فروخت کی جائیگی جس کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا زبانی مجھ سے کیا جا سکتا ہے۔ زمین خود یا کسی دوست کے ذریعہ دکھلا لیں۔

المشتہر
قاری غلام محمد منتخب جماعت احمدیہ قادیان بدفتر ناظر امور عامہ قادیان

قادیان میں قابل فروخت سکنی زمین

قادیان دارالامان میں مکان بنانے کے خواہشمند اصحاب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اسوقت قادیان کی نو آبادی میں مندرجہ ذیل شرح کی سکنی زمین قابل فروخت موجود ہے۔

ساڑھے سات روپیہ ۷½	فی مرلہ
دس روپیہ ۱۰	فی مرلہ
ساڑھے بارہ روپیہ ۱۲½	فی مرلہ
پندرہ روپیہ ۱۵	فی مرلہ
بیس روپیہ	فی مرلہ
پچیس روپیہ ۲۵	فی مرلہ
تیس روپیہ ۳۰	فی مرلہ
پینتیس روپیہ ۳۵	فی مرلہ
چالیس روپیہ	فی مرلہ

موقع اور حیثیت کے لحاظ سے قیمتوں میں فرق ہے

تفصیلات کے لئے خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں۔

نوٹ:- ایک مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے یعنی پندرہ فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا

خاکسار (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد - قادیان

چار ہزار یا پانچہزار روپیہ میں پختہ مکان فروخت ہوگا

مجبوری کی وجہ سے میں اپنا مکان فروخت کرتا ہوں۔ جو بورڈنگ ہائی سکول بالمقابل مشرقی رخ پر دار الفضل میں بر لب سڑک کلاں ۱۶۰۰ مربع فٹ ہے۔ چار کوٹھڑیاں۔ دو بڑے کمرے ہیں۔ جو ۲۰ فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض کے ہیں۔ باورچی خانہ غسل خانہ سب ضروریات موجود ہیں۔

باہر سے پختہ اندر سے کچھ خام قیمت پانچہزار روپیہ ہے۔

جلسہ پر آنیوالے اصحاب بالمشافہ گفتگو کریں اور مکان کو اچھی طرح دیکھ لیں۔

المشتہر
سید عزیز الرحمن عزیز منزل قادیان گورداسپور

سالانہ جلسہ

جن دوستوں کو ہماری نیشنل لیڈ ورکس (۱۴۴ میکلوڈ روڈ لاہور) ساختہ اشیاء مثل پیلی کیشن وغیرہ درکار ہوں یا ہماری ایجنسی لینا چاہیں یا اکٹھا مال خریدنا چاہیں وہ ایام جلسہ سالانہ میں اور ان کے بعد منشی کریم الرحمن صاحب کے مکان واقعہ محلہ دار العلوم (متصل شفاخانہ) پر کمترین سے طے کر سکتے ہیں۔ نمونے بھی ساتھ موجود رہیں گے۔

کمترین محب الرحمن مینیجر نیشنل لیڈ ورکس لاہور

اعلان

جو صاحب اپنے لڑکوں کو اچھی تعلیم اچھی آب و ہوا کیساتھ دینا چاہتے ہیں۔ تو ڈیرہ دون میں ہم نہایت تجربہ کار استاد سے کیمبرج کے امتحان کے لئے تیار کرتے ہیں ذیل کے پتہ پر پرنسپل سے خط و کتابت کرو۔

نیا ہائی سکول - ای - سی روڈ نمبر ۱۵ ڈیرہ دون

Mr. C. Ihay. B. A. 15.
E. C. Road. Aalin Leigh
Dehradun.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ پر آنے والے احباب کی اطلاع کیلئے شایع کیا جاتا ہے

الفضل ہفتہ میں دوبار

۱۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے۔

ا۔ جو ہفتہ میں دوبار باقاعدہ آپ کے پاس پہنچتا ہے۔

ب۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ و تقاریر و کلمات طیبات بالالتزام آپ کو پہنچاتا ہے۔

ج۔ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کام کرنے والے مبلغین مناظرین واعظین کی کارگذاریاں آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

د۔ اسلام اور احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں مضامین شائع کرتا ہے۔

ہ۔ واقعات حاضرہ سے آپ کو اطلاع دیتا اور ان میں آپ کی رہنمائی کرتا ہے۔

اس لئے الفضل کی جتنی بھی اشاعت بڑھیگی۔ آپ کے مقاصد میں ترقی ہوگی۔ اور آپ اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہونگے۔

پس کیا میں اپنے احباب سے درخواست کر سکتا ہوں۔ کہ کم از کم پانچسو جوان ہمت ایسا ہو جو جلسہ سالانہ پر ایک ایک خریدار الفضل کو دے۔ تاکہ اس کی آمد خرچ کے برابر رہے۔

قیمت سالانہ سات روپے

ریویو آف ریلیجنز اردو ماہوار

یہ وہ مشہور و معروف رسالہ ہے جس کی نسبت

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے

کہ میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس وقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے۔ اپنی ہمت دکھلائیں۔ ×× اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہانتک ایثار کیا

کہ اپنا جاری کردہ رسالہ تشحیذ الاذہان محض اس لئے بند کرا دیا کہ ریویو آف ریلیجنز کی طرف جماعت پوری توجہ دے سکے۔

اس لئے برادران جماعت احمدیہ سے میری التجا ہے

کہ وہ جلسہ سالانہ پر کم از کم پانچ سو نئے خریداروں کا انتظام فرما دیں۔ کیونکہ سالہا سال کے بقایا داروں کے نام سے رسالہ بند کرنے کی وجہ سے تقریباً چار سو خریدار کم ہو گیا ہے

قیمت سالانہ تین روپے طلباء سے ۲ر

چونکہ الفضل و ریویو آف ریلیجنز کا مینیجر ایک ہی شخص ہے۔ اور دونوں دفتر اکٹھے ہیں۔ اس لئے احباب کو چندہ سالانہ پیشگی جمع کرانے (تاکہ طرفین وی پی کی زحمت سے بچ جائیں۔) اور بقایا ادا کرنے اور نئے خریداروں کے نام درج رجسٹر کرانے میں سہولت رہیگی۔ ایام جلسہ میں نماز فجر کے بعد سے ۱۰½ بجے تک اور جلسہ برخواست ہونے کے بعد رات کے ۹½ بجے تک دفتر کھلا رہیگا۔ جو روپیہ جمع کرایا جائے۔ اس کی رسید لی جائے۔ اور احباب کی سہولت کے لئے ہم تمام عمدہ عمدہ کتابیں طبع جدید ابھی مہیا رکھینگے۔

الملتمس مینیجر الفضل و ریویو قادیان۔ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ صیغہ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از ۲۷ر نومبر تا ۳ر دسمبر ۱۹۲۲ء

آمد مہمانان اس ہفتہ میں ۶۷ کس مہمانان مختلف اضلاع سے کشمیر، امرتسر، پونچھ و لاہور، سہارنپور، سکھر، بھاگلپور، گجرات، گورداسپور سے تشریف فرما ہوئے۔

خرچ اجناس اس ہفتہ میں حسب ذیل اجناس خرچ ہوئیں۔ آرد گندم ۳۳ من ۲۰ ثار، دال نخود ۲ من ۳ ثار، دال ماش ۵ من ۳ ثار ۸ چھٹانک، روغن زرد ۳ من ۱۴ ثار ۵ چھٹانک، چاول ٹوٹا ۱ من ۳۴ ثار، چاول باریک ۱۶ ثار ۳ چھٹانک، دال مونگ ۲ ثار ۲ چھٹانک، چینی ۸ ثار۔

ان اجناس کے علاوہ گوشت، دودھ، ترکاری، ایندھن، تیل، مٹی وغیرہ اشیاء پر جو خرچ ہوا وہ علیحدہ ہے۔

لنگر خانہ سے کھانا کھانے والوں کی تعداد اس ہفتہ میں نئے اور پرانے مہمان ملا کر کھانا کھانے والوں کی تعداد تین ہزار چھیانوے ہے۔ یہ کل چودہ وقتوں کی کل حاضریوں کی تعداد ہے۔

میر محمد اسحاق

رپورٹ صیغہ محاسب بیت المال

دو ہفتہ کی رپورٹ حسب ذیل ہے۔

۲۰ر نومبر تا ۲۶ر نومبر ۱۹۲۲ء — ۱۵۱۳۸-۸-۳

۲۷ر نومبر تا ۳ر دسمبر ۱۹۲۲ء — ۲۲۳۳-۴-۶

اسمیں [illegible] جلسہ سالانہ کی آمد بھی شامل ہے۔ جو بمقابلہ اخراجات خاص توجہ کے قابل ہے۔ جناب کیپٹن عبدالکریم خان صاحب [illegible] نے دو قمیصیں اور دو چادر زریں ارسال فرمائی ہیں۔ جن کی قیمت کا اندازہ دو ہزار کے قریب ہے۔

مسجد جرمنی کا چندہ بھی ان دو ہفتوں میں ۴-۲-۳۴۵ آیا ہے۔

خاکسار محمد اشرف محاسب بیت المال

جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کیلئے ضروری اعلان

۱۔ اس دفعہ یکہ کا ریٹ ۱۴ر فی سواری مقرر کیا گیا ہے۔

۲۔ گڈے پر فی من ۲ر کے حساب سے خرچ ہوگا۔

۳۔ عملہ استقبال ۲۳ر دسمبر سے بٹالہ کے سٹیشن پر موجود ہوگا۔

۴۔ پیدل آنے والوں کے لئے رات کو بٹالہ کی سڑک پر ایک دو جگہ تاپنے کے لئے آگ جلانے کا انتظام کیا جاوے گا۔

۵۔ اس دفعہ کئی مقامات سے موٹروں کے کرایہ پر چلنے کے لئے آنے کا علم ہوا ہے۔ امید ہے کہ احباب آرام پا جاوینگے۔ موٹر کا ریٹ ابھی طے نہیں ہوا۔ بٹالہ میں استقبالیہ کمیٹی کے منتظم جو مقرر کریں احباب کو منظور کرنا ہوگا۔

۶۔ اس دفعہ مندرجہ ذیل جماعتیں دارالعلوم میں ٹھہرائی جاوینگی۔ ان کے ماسوا تمام جماعتوں کے قیام کا انتظام اندرون قصبہ قادیان ہوگا۔

(۱) ضلع سیالکوٹ (۲) ضلع لائل پور (۳) ضلع جالندھر (۴) ضلع ہوشیارپور (۵) ضلع کانگڑہ (۶) ضلع شیخوپورہ (۷) ضلع انبالہ (۸) ضلع گجرات (۹) ضلع گوجرانوالہ (۱۰) ضلع جہلم (باستثنائے دوالمیال) (۱۱) ضلع گورداسپور باستثناء شہر گورداسپور و شہر بٹالہ (۱۲) ضلع منٹگمری (۱۳) ضلع سرگودھا شاہپور (۱۴) جموں (۱۵) جھنگ (۱۶) ضلع لدھیانہ (۱۷) ریاست ہائے پٹیالہ۔ کپورتھلہ۔ نابھہ۔ جیند۔ مالیرکوٹلہ

سید محمد اسحٰق افسر جلسہ سالانہ

مستورات کے متعلق اعلان

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مستورات جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے بڑی خوشی سے آسکتی ہیں۔ اور ان کے علیحدہ جلسہ کا حسب معمول انتظام کیا جائیگا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی تقریر فرمائینگے۔ لیکن یہ بات خاص طور پر مستورات یاد رکھیں۔ کہ جلسہ میں قطعاً شور نہیں ہونا چاہئے۔ اور بچہ والی عورتوں کو چاہئیے کہ لیکچرار سے ذرا فاصلہ پر رہیں تاکہ بچوں کا شور تقریر میں مخل نہ ہو۔ اور اگر بچہ رونے لگے تو وہاں سے اٹھ کر الگ ہو جائیں۔ خاکسار رحیم بخش

تبلیغی رپورٹیں تمام سکرٹری صاحبان (تبلیغ) اپنی اپنی سالانہ رپورٹ ۲۰ر دسمبر سے پہلے پہلے روانہ کرکے مشکور فرماویں۔ اور رپورٹ میں ایسے امور کا ذکر ہو۔ جو بابو عبدالحکیم صاحب سکرٹری تبلیغ انبالہ نے اپنی رپورٹ میں بیان کئے ہیں۔ نائب ناظر تالیف و اشاعت

تبلیغی رپورٹ انجمن احمدیہ انبالہ چھاؤنی (۱) اس سال پانچ نئے اصحاب داخل سلسلہ ہوئے۔ (۲) دس ہزار تبلیغی ٹریکٹ وقتاً فوقتاً اس سال شائع کئے گئے۔ (۳) ۱۲ عدد انگریزی کتب انگریز افسروں کو دی گئیں۔ (۴) پبلک لیکچر۔ تقریریں۔ اور مباحثات ہوئے۔ (۵) اس سال ۸ عدد اخبار الفضل ۳ عدد فاروق ۲ عدد ریویو جاری کرائے گئے۔ (۶) دو سو تبلیغی خطوط بھیجے گئے۔

خاکسار عبدالحکیم تبلیغی سکرٹری انبالہ چھاؤنی

اشتہار

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب نائب تحصیلدار صاحب ارنم

کاکا رام ولد دیوراج ذات راجپوت سکنہ گوہر تھانہ [illegible] مدعی

بنام

رام سرن ولد نودھ سنگھ قوم راجپوت سکنہ انبوٹہ تھانہ انب

دعوےٰ مبلغ اٹھارہ روپیہ ۱۸ر پائی

بابت معاملہ سرکاری دو سال از فصل

خریف ۱۹۲۲ء لغایت ربیع ۱۹۲۳ء

بنام

رام سرن ولد نودھ سنگھ ذات راجپوت سکنہ انبوٹہ تھانہ انب تحصیل اونہ۔

رام سرن مذکور تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتا ہے۔ اگر وہ تاریخ ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۲ء حاضر عدالت نہ ہوگا۔ تو کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۱۴ر نومبر ۱۹۲۲ء دستخط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاق حسنہ کے امتحان کا وقت

گذشتہ سالانہ جلسہ سے بعد آج تک کے خطبات جو حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت احمدیہ کی ہدایت کیلئے فرمائے بلا استیعاب بنظر امعان دیکھے جائیں۔ تو معلوم ہوگا کہ حضور کی توجہ جماعت کے اخلاق کی طرف بالخصوص مبذول رہی ہے۔ حضور چاہتے ہیں کہ جماعت کا ایک ایک فرد فضائل اخلاق سے متصف ہو۔ کیونکہ اسلام صرف نماز پڑھنے یا روزہ رکھنے ہی کا نام نہیں۔ بلکہ اسلام تمام کمالات انسانیت کو نشوونما دینا اور ہر جذبۂ فطرت کو حد اعتدال پر رکھنا سکھاتا ہے۔ غیر مسلموں کو اسلام میں لانے کے لئے بہترین ہتھیار خلق حسن ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑ سکتا ہے۔ اور جس کی بنا پر ہم دنیا میں نیک یا بد کہلا سکتے ہیں۔

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو اجتماع ہوتا ہے۔ اور ہر ایک بھائی کو کچھ نہ کچھ مسافرت پیش آتی ہے۔ میرے نزدیک یہ اس بات کے امتحان کا اچھا موقعہ ہے۔ کہ ہم نے اخلاق میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اور ہم میں کیا کیا نقائص اور کمزوریاں ہیں۔ ایک شخص اپنے گھر ایسی پوزیشن میں رہتا ہے کہ کوئی شخص اسکی مرضی کے خلاف کرتا ہی نہیں۔ تو اب اسے کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مجھ میں صفت تحمل کہاں تک موجود ہے۔ ایسا ہی بہت ممکن ہے۔ کہ ایک شخص اپنے آپ کو صابر خیال کرے۔ لیکن حقیقت میں ہو۔ کہ اسے یہ دیکھنے کا موقعہ ہی کم ملا ہو۔ کہ مجھ میں ضبط کی طاقت کہاں تک ہے۔ بعض لوگ زبان سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ کھانے کی کیا بات ہے انسان ایک سوکھا ٹکڑا کھا کر یا چنے چبا کر بھی گذارہ کر سکتا ہے۔ لیکن ان کا یہ قول اسوقت تک ہوتا ہے۔ جب تک پلاؤ کی رکابی ان کے کھانے کی میز پر دو تو وقت حاضر ہوتی ہے۔ دفعتہً ذرا سا نمک زیادہ ہو کر وہ آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ جب وہ اپنی سادہ زندگی کا ذکر کرتے ہیں۔ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے اپنی نسبت غلط فہمی ہوتی ہے۔

یہ تو بعض ان اخلاق کا ذکر ہوا جن میں کمی ہوتی ہے اور بعض ایسے اخلاق ہیں۔ جو مسافرت اور اجتماع ہی میں نشوونما پاتے ہیں۔ جو لوگ ہمیشہ ایسے حالات میں بستے ہیں کہ حکم ہی چلاتے ہیں۔ انہیں محکومی یا مساوات کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ سردی کے موسم میں نرم نرم اور گدگدے گرم بستروں پر سونے والوں کو فرش زمین پر ہی سونا پڑ جاتا ہے۔ غرض بیسیوں باتیں ہیں۔ جن کے ذکر کی ضرورت نہیں میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے افراد اس موقعہ پر یہ بات مدنظر رکھ کر گھر سے نکلیں کہ انہوں نے اپنے اخلاق کا مطالعہ کرنا ہے۔ اور دوسروں کی عیب جوئی یا شکایت نہیں کرنی۔ بلکہ اپنے نقصوں اور کمزوریوں کی طرف دھیان دینا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ کہ ایسی باتوں کو نوٹ کرتے جائیں اگر لکھے پڑھے نہیں۔ تو یاد رکھیں۔ اور پھر ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اخلاق کے بعض شعبے ایسے باریک ہیں کہ ان کا علم کسی صادق کی صحبت میں رہ کر ہی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض جذبات فی حد ذاتہا اچھے ہوتے ہیں لیکن جب تک ایک دوسری صفت کے ساتھ ان کی نگہداشت نہ کی جائے۔ وہ دوسروں کے حق میں مضر ہو جاتے ہیں۔ چند روز ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس القرآن دیتے ہوئے وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ کی نسبت فرمایا کہ محبت کے جوش میں اگر ساتھ رحمت نہ ہو۔ تو دوسرے کو ایذا پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً بعض لوگ جوش محبت میں دوسرے کے حصۂ جسم کو کاٹ لیتے ہیں۔ تو ان کا یہ فعل ہے تو محبت سے مگر محبت کے ساتھ رحم نہیں۔ بلکہ غضب مل گیا۔ اسیطرح اور کئی کام ہیں۔ جو انسان اپنے خیال سے جذبۂ محبت سے کرتا ہے۔ مگر دراصل حقیقت یہ بات نہیں ہوتی۔ محبت پر خود غرضی غالب آ جاتی ہے۔ اور نقصان سمجھ نہیں سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود باجود جہاں ہے۔ شمع ہدی ہے جہاں شمع ہوگی۔ پروانے ضرور گرینگے۔ اور یونہی ان لوگوں کو خاص کشش ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضور کے ارد گرد جمگھٹا ہو جانا ضروری ہے اب اس جمگھٹے میں ہر شخص طبعاً چاہتا ہے۔ کہ میں آگے پہنچوں اور یہ سب کچھ جوش اخلاص میں ہوگا۔ لیکن اسوقت مومن کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے کہ جذبۂ محبت سے میرے محبوب کو تکلیف تو نہیں پہنچتی۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے گرمیوں کا موسم تھا حضور نے خطبۂ جمعہ میں ذکر فرمایا میری طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی بخار ہے سر درد ہے تبلی ہے۔ نماز جمعہ کے بعد گو حضور کا طریق ہے کہ سنتیں یہیں پڑھتے ہیں۔ مگر اس روز بوجہ ناسازی طبیعت تشریف لے جانی چاہی۔ اور آپ کے قول اور بشرہ سے صاف نظر آ رہا تھا۔ کہ آپ چاہتے ہیں رستہ کر دیا جائے تا جلدی چلا جاؤں۔ مگر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کیدم لوگ مصافحہ کے لئے بڑھے حضور نے بھی اسوقت پیشانی کو زیادہ کشادہ فرما لیا اور چہرہ مبارک پر ہلکی سی مسکراہٹ ظاہر ہوئی۔ منع کرتے کرتے تیس چالیس آدمیوں نے مصافحہ کر ہی لیا۔ کیا مجال کہ ذرا بھی پیشانی پر بل آیا ہو حالانکہ تکلیف ضرور ہوئی۔ اسوقت مجھے خیال آیا کہ جو کچھ دوستوں نے جوش اخلاص و استغراق محبت میں کیا۔ اچھی غرض ہے۔ کہ اپنے شوق کو مقدم کیا اور اپنے محبوب و مطاع کی تکلیف کا خیال نہ کیا۔ بس یہ محبت تو ہے۔ مگر اس میں اپنی غرض مقدم ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ شاید حضور نماز کے بعد سٹیج پر آ جاتے ہیں۔ دوست تکبیر کہتے ہیں پھر مصافحہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں آدھ گھنٹہ کے بعد کہیں بیٹھنا ہوتا ہے اسوقت اگر دیکھا جائے۔ کہ حضور کی خواہش کیا ہے۔ اور ہماری خواہش کیا ہے اور پھر مقدم کونسی خواہش رکھنی چاہئے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا حد سے بڑھ کر آگے ہونا سچی محبت ہے یا اس میں شائبہ تکلیف دہی کا بھی ہے۔ بعض اوقات کسی شیطان کو کسی نیک آدمی کے لباس میں آ کر کوئی فتنہ اٹھانا ہوتا ہے۔ کیونکہ دل میں یہ وسوسہ ڈالا جاتا ہے۔ کہ حضور کو تکلیف ہوگی۔ حضور نے سختی سے ملاقات یا معمولی ملاقات میں پیار کریگا کوئی اور ہم میں کا ہم ہم کا فرض نہیں۔ حضور کے ہاتھ کو چومنا بے شک محبت ہے۔ مستفیض ہونا اور مصافحہ کرنا بے حد اجر کا باعث ہے مگر حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو ہم بلا شبہ ایسا بڑا ہی بری نہیں ہوا چاہئے۔ کہ نورانی وجود انبیاء کا ہے ان کی نورانی شعاعیں نکلتی رہتی ہیں۔ اور جو ان میں برکت ہوتی ہے ان کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ ہر مومن کو علم ہے کہ خدا کی قدرت سے وہ بیماری ہی کے دنوں میں انسان کی روحانی بیماریوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اور ایک روحانی جذبہ پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک احمدی خواہ وہ کتنا ہی خاص قریب حضور کے ہو جائے جیسے مسجد میں جمعہ پڑھنا اور معتبر ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یا ان کے جسم مطہر کو چھوا یا ان کے عطر سے برکت حاصل کی اور بعض حالت ان پر طاری ہوئی۔ کہ بعض روحانی بیماریاں دور ہو گئیں۔ یا ایسا شخص زندگی کی ہر بیماری میں دور ہو گئی کیونکہ وہ ان کی خدمات کیلئے مال وجان وقف کر دیا۔ یہ بھی کوئی بعید نہیں۔ تو انکو حاصل کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ان برکات سے متمتع ہونے کیلئے کوشاں رہنا چاہئے۔ مگر اسکے ساتھ ...

...کسی ظلم کی خلاف ورزی تو نہیں کر رہے یا کسی اپنے بھائی کو تکلیف تو نہیں دے رہے - مقدم تو نہیں کر رہے) خصوصاً جائز ہے ... ایک دو شالیں ہی کافی ... اسلئے وقت نکلیا ادب ہے ورنہ بجوش محبت کے وقت یہ دیکھ لینا چاہیئے - کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں